

صدر صاحب !

# سِلامی نظام آپ کا مُنتہا ہے !

صدر گرامی جناب جنرل محمد ضیاء الحق بالقابہ نے لاکھوں کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ان کا یہ خطاب پشاور جیسے شہر میں ہوا جو شمالی صوبہ کا دارالحکومت ہے۔ افغانستان سے قریب تر ہے اور اس شہر میں ہزاروں ہزار ”ہاجرین افغانستان“ پناہ لئے ہوئے ہیں۔ اس اجتماع کا اہتمام کیوں ہوا ؟ اور صدر صاحب نے جلسہ عام میں تقریر کی زحمت کیوں فرمائی ؟ اس کا یقینی جواب تو مشکل ہے، ویسے کہا جا رہا ہے کہ یہ سب سروروی الیکشن کے سلسلہ میں ہے۔ اور صدر گرامی لوگوں کے حالات کا جائزہ اس طرح لینا چاہتے ہیں تاکہ اگر ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ سے انہیں خود الیکشن لڑنا پڑے یا اپنے چہیتے ممبران شوریٰ کو الیکشن لڑانا پڑے تو یہ اجتماعات کام آسکیں۔

وہ جب ملک بچانے کی غرض سے اقتدار میں آتے تو ظاہر ہے ویسے ہی نہیں آتے تھے۔ سابقہ حکومت کے ذمہ دار لوگوں کے منفی طرز عمل کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے جمہوریت نوازوں نے انہیں بلایا بھی تھا اور جب وہ آئے تو انہوں نے الیکشن کا اہتمام کیا لیکن وہ بیل منڈھے نہ چڑھی الیکشن ملتوی ہو گیا، ان کے سیاسی حلیف ناراض بھی ہوئے لیکن جلد ہی راضی ہو گئے۔ ان میں سے بعض تو غیر ملکی اشاروں سے متحدہ سیاسی قوت سے الگ ہو گئے، بعض ضیاء صاحب کے ساتھ رہے تا آنکہ بے عرصے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ ضیاء صاحب عقیدہ و عمل کے اعتبار سے اچھے نہیں۔ یوں ان دیدہ و در اور فراست ایمانی کے مالک سیاسی رہنما

جلد ۲۹ • شماره ۳۸  
۱۹ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ  
۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء

رئیس الادارہ  
شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور

مجلس ادارت  
مولانا محمد ارحم قادی  
محمد سعید الرحمن علوی  
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

احادیث الرسولؐ  
صدر صاحب سے !  
ارشادات نبوت و رسالت .... خطبہ  
مولانا عبید اللہ انور مظلہ کا خطاب  
حضرت الامام محمد رحمۃ اللہ علیہ  
اصلاح معاشرت وغیرہ

بدل اشتراک  
سالانہ  
۸۰/-  
۲۵/-  
۲۵/-  
فی پرچہ ۲/- روپے

طابع : منہاج الدین صلاحیہ مطبعہ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور  
ناشر : مولانا عبید اللہ انور  
مقام : اندرون شیرالوارہ دروازہ، لاہور



## خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

## ارشادات نبوت رسالت کیسے محفوظ ہوئے

بعض لوگ طریق خسروی اختیار کر کے احادیث کا ذخیرہ ملیا میٹ کرنا چاہتے ہیں

جانشین شیخ التقیہ حضرت مولانا عبد اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-  
مختم حضرات و معزز خواتین !  
حضور نبی مکرم علیہ السلام کا  
امت پر جو حق ہے اس کا اندازہ  
تو اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اللہ  
رب العزت نے فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ  
اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ  
(الاحزاب) یعنی محمد کریم علیہ السلام کا  
حق لوگوں پر ان کی جانوں سے بھی  
زیادہ ہے۔ بقول حضرت شاہ  
عبد القادر دہلویؒ اپنے طور پر آگ  
میں پھلانگ لگانا خود کشی درجہ ہے  
لیکن نبی فرماتے تو دین و ثواب ،  
اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن  
میں جا بجا رسالت کا ذکر ہے تو  
اس طرح کہ رسول دنیا میں اس لئے  
آتے ہیں کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری  
کی جائے۔ رہ گیا یہ مسئلہ  
کہ رسول کیا کہتا اور کرتا ہے ؟  
تو اس کا جواب خود قرآن نے دیا  
کہ وہ تو جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی  
طرف سے وحی کے ذریعہ نہ کہ اپنی

خواہشات سے (انجم) لیکن ہماری  
بد نصیبی یہ ہے کہ بعض لوگ ایسے  
پیدا ہو گئے جو یہ کہتے نہیں شرتے  
کہ نبی علیہ السلام کی تشریفی حیثیت  
کوئی نہیں، محض اللہ کی کتاب  
بندوں تک پہنچانا آپ کا کام تھا  
وہ پہنچا کر آپ چلے گئے۔ اِنَّا  
بِذَہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ ہ  
ایسے لوگوں کا کہنا یہ ہے  
کہ مولوی صاحبان نے احادیث کے  
نام سے جو مجموعے سنبھال کر رکھے  
ہوئے ہیں اور جنہیں بڑا مبارک تصور  
کیا جاتا ہے اور اپنی درس گاہوں  
میں پڑھانا پھران کے درس دینا اور  
لوگوں کو ان کے ذریعہ راستہ دکھانا۔  
تو یہ سب باتیں غلط ہیں اس لئے  
کہ یہ مجھے کئی سو سال بعد تیار ہوئے  
جب کئی سو سال بعد طیار ہوئے تو  
ان کی حیثیت مجروح ہو گئی۔ آج کی  
صحبت میں اسی عنوان سے چند  
گزارشات پیش کرنی ہیں تاکہ آپ  
معلوم کر سکیں کہ جس طرح قرآن کی

## صحابہ کرام کا جذبہ فدایت

وہ جماعت حقہ راشدہ جنہیں  
سب سے پہلے نبی کریم علیہ السلام  
سے دین سیکھنے کی سعادت نصیب  
ہوئی ان کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے  
محبوب کو وضو کرتے دیکھتے تو پانی  
نیچے نہ گرنے دیتے۔ آپ حجامت  
کراتے تو بال محفوظ فرما لیتے، کٹے  
ہوئے ناخن سنبھال لیتے، آپ کے  
جسم اطہر کا پسینہ آپ کی اجازت  
سے حاصل کر کے بطور عطریں ششوں  
میں بند کر کے رکھ لیتے۔ جنگ  
میدان میں اپنے آپ کو

ان کی جماعت کا جو کونشن ہو  
رہا ہے اور جس میں گروہ درگروہ  
لوگ شریک ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ  
ممبران شوریٰ اور وزراء بھی تشریف  
لا رہے ہیں۔ ان سے یہ احساس  
ابھرتا ہے کہ پاکستان کی بانی جنت  
اور فوجی حضرات کوئی معاملہ طے کر  
چکے ہیں۔ ایک طرف  
یہ صورت حال ہے۔ دوسری طرف  
شریعت کے مطابق ایکشن (۹) کی  
باتیں ہو رہی ہیں۔ غیر جماعتی بنیادوں  
پر ایکشن پر اصرار ہے۔ ڈیپٹی کمشنر  
جنہیں اہلیت کا سرٹیفکیٹ دیں گے  
وہ ایکشن لڑیں گے۔ پور، سمگلر اور  
شرابی ووٹ نہیں ڈال سکیں گے  
اور ووٹروں کے لئے غار روزہ  
کی پابندی ضروری ہوگی۔  
جنہیں ڈیپٹی کمشنر اہلیت کا  
سرٹیفکیٹ دیں گے وہ جیسے ہوں گے  
اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں، رہ  
گیا پور، سمگلروں اور شرابیوں کا  
مسئلہ تو ہم پیشین گوئی کرتے ہیں  
کہ وہ ووٹ ڈال تو نہ سکیں لیکن  
ووٹ میں گے وہی، کیونکہ اہلیت  
کا سرٹیفکیٹ انہیں ہی ملنا ہے۔  
کہ ان کے بغیر اس ملک کی گاڑی  
بقول کے چل ہی نہیں سکتی۔  
اس کے ساتھ ہی یہ بھی ذہن میں  
رکھیں کہ صدر گرامی اسلام میں حزب  
اقتدار اور حزب اختلاف کے وجود  
کو صحیح نہیں سمجھتے اور نہ ہی ان  
نے اپنا الگ راستہ تجویز کیا۔  
جب سے اب تک سیاسی حضرات  
تو کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کر  
سکے لیکن صدر صاحب نے کئی  
معرکے سر انجام دئے جن میں سب  
سے بڑا معرکہ مجلس شوریٰ کا قیام  
ہے جس میں نواب، جاگیردار، وڈیرے  
اور ملاقات یافتہ لوگ تھوک کے  
حاب سے بھرتی ہو گئے۔ جس  
ناہنجار طبقہ کے متعلق ایک بانغ نظر  
انسان نے ”کسی بہ کسی“ کی بات  
کہی تھی، اس کو ہم نے ہر جگہ  
دیکھا اور اب بھی دیکھ رہے ہیں  
معلوم یوں ہوتا ہے کہ انہی  
حضرات کے کندھے پر سوار ہو کر  
کسی ایکشن کا پروگرام ہے۔ ویسے  
بھی روایت یہی ہے کہ فوجی حضرات  
ملک کے غم میں اقتدار سنبھالتے ہیں  
اور پھر ایک عدد سیاسی گروپ  
تشکیل کر کے کام پکڑا کر دیتے ہیں۔  
ایوب خان نے کونشن لیگ بنائی،  
بیگم خاں کا معاملہ بعض گروپوں سے  
طے تھا اور اب شوریٰ لیگ کے  
امکانات واضح طور پر ابھر رہے  
ہیں۔ حضرت پیر صاحب  
پگارا شریف قبلہ جو خیر سے ایک  
عدد سیاست دان اور ایک عدد سیاسی  
جماعت کے سربراہ ہیں۔ وہ  
اپنی عفت مآب جماعت کی صدارت  
کے سلسلہ میں صدر صاحب کو کئی  
مرتبہ دعوت دے چکے ہیں۔ اور اب

(باقی رہے)



بنا کر اپنا جسم چھپتی کرا لیتے ،  
اپنے ہاتھ شل کرا لیتے (جیسا کہ  
احد میں ہوا) لیکن حضور علیہ السلام  
کے جسم اطہر کی طرف تیر چلا جائے  
ناممکن — تو جی حضرات  
کی فداکاری کا یہ عالم ہو، وہ  
بجلا آپ کے ارشادات طیبات  
جو قرآن کے شارح تھے، انہیں  
کیسے نظر انداز کر دیتے ؟

### قرآن کے ساتھ حدیث کا لکھنا

یہ بات طے ہے کہ حضور  
علیہ السلام پر وحی آتی تو آپ  
صحابہ میں سے کاتب حضرات کو  
بلا کر لکھوا دیتے، سرکاری طور  
پر جو کتب ثابت ہو رہی تھیں اس کے  
ساتھ بعض حضرات کا خود اپنے لئے  
الگ سے نسخہ تیار کرنا بھی ثابت  
ہے۔ لیکن یہ بھی طے ہے کہ یہ  
حضرات و صاحبی ارشادات وغیرہ  
سننے تو اسے بھی لکھ لیتے۔ بلکہ  
بعض مقامات پر حضور علیہ السلام  
نے خود بعض چیزیں لکھوائیں مثلاً  
فتح مکہ کے موقع پر سہ ماہیہ  
نبی علیہ السلام نے انسانی حقوق پر  
ایک اہم خطبہ دیا تو اس مجمع میں  
موجود ابو شاہ نامی یمنی شخص نے  
عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مجھے  
لکھوا دیں، آپ نے حکم دیا اور  
وہ خطبہ اس کے لئے قلمبند ہوا۔  
الفاظ میں ۱۔

اَلْکِتَابُ لَا یَاۡتِیْ شَآءَ۔ ابو شاہ (تھے)  
کو یہ لکھ دو۔

یا حضرت عثمان بن مالک  
انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
آتا ہے کہ وہ بعض چیزیں لکھ  
لیتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن  
العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے  
متعلق ایسی روایات ہیں جب کہ  
اس میں بھی شک نہیں کہ آپ نے  
بعض مواقع پر یہ بھی فرمایا۔  
لَا یَاۡتِیْ شَآءَ غَیْرِ الْقُرْآنِ۔ کہ  
قرآن سے علاوہ مجھ سے کوئی  
چیز نہ لکھو۔

لیکن ان روایات کے درمیان  
تطبیق و صحیح حالات کا جائزہ لینے  
کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ  
ایسا حکم یا تو ابتدا اسلام میں تھا  
جبکہ اس کی ضرورت تھی کہ لوگ  
قرآن اور غیر قرآن میں تمیز روا رکھ  
سکیں یا بعض مخصوص افراد کو  
ایسا حکم تھا جو نئے نئے مسلمان  
ہوتے تھے ورنہ ترمذی شریف دیکھیں  
اس کے باب علم — ما جاء  
فی الرخصة فیہ میں آپ کو طے گا  
کہ صحابہ میں سے بعض نے اپنے  
حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو  
آپ نے فرمایا۔

”اپنے داہنے ہاتھ سے مد  
لے یعنی لکھ لیا کرو اور  
طے ہے کہ یہ معاملات  
آپ کے ارشادات کے متعلق

ہیں، کہ ۱۔

”مجھ سے زیادہ احادیث  
سوائے عبداللہ بن عمرو کسی  
کی نہیں۔ اس کی وجہ یہ  
یہ ہے کہ وہ لکھ لیا کرتے  
تھے اور میں لکھتا نہیں  
تھا (بخاری کتاب العلم۔

مصنف عبدالرزاق جلد چہارم)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما کے اس صحیفہ کا نام جس میں  
ارشادات رسالت جمع تھے ”الصادقہ“  
تھا، اس میں ایک ہزار احادیث  
تھیں، ان کے پوتے عمرو بن شعیب  
رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ثابت  
ہے کہ وہ اس صحیفہ کو ہاتھ میں  
لے کر درس دیتے۔ اور طبقات  
بن سعد جلد چہارم حصہ دوم ص ۱۱۱  
کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے  
کہ آپ اکیلے ہی نہیں بہت سے  
حضرات لکھتے کیونکہ آپ فرماتے ہیں  
کہ ”خدمت نبوی میں حاضر تھے اور  
جو آپ فرما رہے تھے وہ ہم  
لکھ رہے تھے اسی حضور علیہ السلام  
کے خادم حضرت ابو رافع رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کا احادیث لکھنے کا اجازت  
مانگنا اور آپ کا اجازت دینا ثابت  
ہے۔ یہ بزرگ مصری الاصل تھے۔  
عم رسول حضرت عباسؓ کے خادم  
تھے۔ انہوں نے انہیں دیباچہ رسل  
میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا تھا  
اور حضور علیہ السلام نے انہیں آزاد

کر دیا تھا۔ لیکن یہ خدمت نبوی  
میں برابرہ کر قلب و نظر کی  
بالیدگی حاصل کرتے رہے —

مدینہ منورہ کے دور کے دس سالہ  
خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ  
کے متعلق اسد الغابہ ص ۱۳ ج ۱ اور  
مستدرک حاکم میں ہے کہ وہ اس دن  
خدمت نبوی میں حاضر ہوتے جس دن  
آپ مدینہ منورہ پہنچے اور جس دن  
سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)  
دنیا سے رخصت ہوئے اس دن  
خدمت کا ظاہری عمل بھی ختم ہوا۔  
آپ نہ صرف سننے بلکہ لکھنے اور  
دارمی میں ہے کہ اپنے بچوں کو  
پھر وہ احادیث لکھواتے اور فرماتے  
کہ انہیں قلمبند کر لو اور بقول سعید  
بن صلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
آپ وہ دفاتر دستاویز نکال کر  
ہیں دکھاتے اور فرماتے یہ ہیں  
وہ احادیث جو ہم نے جمع کیں۔  
اور آپ کو باتاعدہ دکھاتیں۔  
متعدد صحابہ کرام کو اہم ترین روایتی  
ذمہ داریوں کے لئے بھیجا اور انہیں  
تفصیلی احکامات تحریری شکل میں  
دینا ثابت ہے۔ الوثائق السیاسیہ  
کے لائق مصنف نے ایسے کئی  
فرائین جمع کئے ہیں جن میں زکوٰۃ  
صدقات، حدود، امن، معاہدہ،  
جزیہ وغیرہ کے متعلق دسیوں  
ہدایات ہیں۔

### دور صحابہ

نبی رحمت علیہ السلام کے  
دور میں یوں کی یہ مختصر داستان سننے  
کے بعد اب ملاحظہ فرمائیں دور صحابہ  
کو، کہ ان حضرات نے کس طرح  
احادیث کی تدوین و اشاعت کا  
فرض انجام دیا۔ حضرت جابر بن  
عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیف  
حج کے مسائل پر، جس کا ذکر امام  
مسلم قدس سرہ نے کیا وہب بن  
منیہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے مشہور  
تابعی کو اصحاب صفہ میں سے کسی  
حضرات نے اپنی یادداشتوں سے  
احادیث نقل کرائی تھیں۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
کی نگرانی میں ان کے بھانجے اور  
تربیت یافتہ صحابی عروہ بن زبیر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما احادیث نقل  
وجمع کرتے۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ  
کی خادمہ عمرہ بنت عبدالرحمن  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا جسے حضرت  
عائشہ نے بچپن سے پالا ہوا تھا  
ان کے ذوق علمی و کثابت کا اندازہ  
اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر  
بن عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالیٰ نے  
اپنے مدینہ کے گورنر کو لکھا، کہ  
(یہ گورنر ابوبکر بن محمد تھے اور  
عمرہ کے بھانجے) اپنی خالہ عمرہ  
اور قاسم بن محمد کے پاس جو ذخیرہ  
احادیث ہے اس کی نقل دارال



# جمعیتہ طلباء اسلام ضلع لاہور کے تربیتی اجتماع سے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کا خطاب

کی شان کہ میں نے جو نام جمعیتہ طلباء اسلام تجویز کیا وہی منظور کر لیا گیا۔ نام تجویز کرتے ہوئے میرے ذہن میں یہی تھا کہ چونکہ ہماری جماعت کا نام جمعیتہ علماء اسلام ہے اس لئے طلباء کی تنظیم کا نام بھی جمعیتہ طلباء اسلام ہونا چاہئے۔ بہر حال اللہ کو ہی منظور تھا۔

مگر محبت کا ربط باہم نہ تیرے بس میں نہ میرے بس عزیز طلباء کرام! انسان کو ہمیشہ عاجز اور درگزر رہنا چاہئے۔ تکبر اور غرور اللہ کو ایک نظر نہیں بھاتا۔ ہر چیز دنیا کی نیچے سے اوپر کو جاتی ہے لیکن انسان اوپر سے نیچے کو آتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فطرتی طور پر انسان کو عاجز اور جبین نیاز ختم کرنے والا بنایا گیا ہے۔ جن لوگوں نے اپنی ہستیاں دین کے لئے وقف کر دیں۔ اللہ نے انہیں خیر و برکت سے نوازا۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے جو اپنی ہستی کو مٹا دیتے ہیں وہ مرد کامل بن جاتے ہیں۔ مولانا روم نے

گذشتہ روز مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعیتہ طلباء اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام دو روزہ تربیتی اجتماع ہوا۔ اجتماع کی مختلف نشستوں سے مولانا عبید اللہ حکیم سابق ایف ایم این بی، حضرت مولانا بشیر احمد شاد، حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری، جناب خالد محمود دلو، جناب میاں قدرت اللہ عارف اور دوسرے حضرات نے خطاب کیا۔

۲۔ فروری بروز جمعرات جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں طلباء کے اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالمیہ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جمعیتہ علماء اسلام کے دفتر میں مولانا غلام غوث بزاروی، حضرت مولانا محمد اجمل خان اور دوسرے علماء کرام بھی موجود تھے۔ میں بھی وہاں تھا۔ مولانا اجمل خان صاحب نے تین چار طلباء کا تعارف کرائے ہوئے کہا کہ یہ طلباء ایک نئی جماعت بنانا چاہتے ہیں، کوئی نام بتائیں۔ مختلف لوگوں نے مختلف نام بتائے۔ لیکن خدا

میں بھجوائیں۔ عمرہ حضرت عائشہ کی خادمہ تھیں تو قاسم آپ کے بھتیجے تھے مینیم ہو گئے تو پھر بھی نے گود میں لے لیا۔ تربیت کی بید عالم و محدث اور فقیہ تھے حضرت ابو عینیہ کے بقول عمرہ اور قاسم روایات عائشہ کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پانچ سو روایات جمع کرنا ثابت ہے گو کہ یہ بھی ثابت ہے کہ احتیاط کا جو پہلو ان پر غالب تھا اس کے سبب ان کا معاملہ دبا رہا اور آپ نے ایک موقع پر محض آٹھ لکھتے تھے کہ کوئی غلط بات ذات رسالت کی طرف منسوب نہ ہو گئی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احادیث کو جمع کرنا مصنف عبدالوہاب میں موجود ہے اور حضرت علی کے پاس بعض اہم دستاویز نبوی کی موجودگی بخاری شریف میں ہے۔ جس میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ قصاص اور خون بہا کے احکام ان میں مندرج ہیں اور ساتھ ہی اس و معاہدات کی تفصیلات اور ان کے احکام ہیں۔ دنیا کا پہلا دستوری کارنامہ دستور مدینہ ہے وہ بھی حضرت علیؑ والی اس دستاویز میں موجود تھا جس کا متعدد کتب احادیث میں ذکر ہے اور صحیح بخاری کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دستاویز غامی

طویل محقق زکوٰۃ کے جدول بھی اس میں موجود تھے۔

اسی طرح بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتب احادیث فرماتے اور بعد میں اسی کتب شدہ مسودہ سے درس دیتے رہے۔ سمرہ بن جذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع شدہ مجموعہ ان کے صاحبزادے سلطان رحمہ اللہ تعالیٰ کو ورثہ میں ملا۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق سید الانصار سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاندار مجموعہ روایات ان کے صاحبزادے کے پاس تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنے غلام نافع رحمہ اللہ کو احادیث لکھوانا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تالیفات کا ایک اونٹ پر لادا جانا ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے۔

بقیہ : احادیث الرسول

شکار کے لئے تو سورہ مائدہ کے پہلے رکوع میں واضح ذکر ہے اور کھیتوں اور بکریوں وغیرہ کی حفاظت کا صحیح احادیث میں تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ جو شوقیہ کتے پالے جلتے ہیں تو ایسے لوگوں کو خیال کرنا چاہئے کہ وہ کتنا بڑا جنس کام کرتے ہیں نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”ایسے گھر میں خشتے داخل نہیں ہوتے جہاں کتے اور تصادیر ہوں۔“

آج کل بالعموم فیشن بن گیا ہے کہ لوگ کتوں کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں، انہیں چومتے ہیں چاٹتے ہیں، گودیوں میں اٹھاتے اور گاڑیوں میں بٹھاتے ہیں، ان کی نائش ہوتی ہے، انعامات بٹتے ہیں اور کیا کچھ نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو نبی مکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشادات سے سبق و عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

الغرض دور رسالت اور دور صحابہ میں احادیث کے اس قدر مجموعے تیار ہو چکے تھے کہ ان کا شمار نہیں، صحابہؓ اپنی سے درس دیتے۔ ان کے شاگرد انہیں نقل کرتے اور اس طرح یہ مبارک علم دنیا میں پھیلا۔

اللہ کے ہزاروں سلام ہوں ان مقربین بارگاہ الست پر جنہوں نے قرآن کے ساتھ ارشادات نبوت کی جمع و حفاظت کا یہ فرض سر انجام

کی موجودگی بخاری شریف میں ہے۔ جس میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ قصاص اور خون بہا کے احکام ان میں مندرج ہیں اور ساتھ ہی اس و معاہدات کی تفصیلات اور ان کے احکام ہیں۔ دنیا کا پہلا دستوری کارنامہ دستور مدینہ ہے وہ بھی حضرت علیؑ والی اس دستاویز میں موجود تھا جس کا متعدد کتب احادیث میں ذکر ہے اور صحیح بخاری کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دستاویز غامی



صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے  
عمر یونہی تمام ہوتی ہے  
آپ ابھی منزل تک نہیں پہنچے۔  
ان اکابرین کی جلائی ہوئی شمع کی روشنی  
میں اپنے رشتے بنائے۔ کیونکہ  
سہ فرقام ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں  
موج ہے غریبا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں  
آپ جمعیتہ طلباء اسلام کو مضبوط  
بنائے۔ نوجوانوں کو اپنے اسلاف کی  
شانداز تالیخ سے آگاہ کریں۔ یاد رکھیں  
دہلیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جس میں  
جاہ طلبی، زر پرستی نہ ہو۔ لیکن یقین کیجئے  
ہمارے اکابر اپنے آپ کو بہت کمتر سمجھتے  
تھے۔ آپ نے اگر اپنے میں یہ حوصلہ اور  
ہمت پیدا کر لی تو سمجھئے کہ آپ بہت  
قیمتی ہو گئے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ  
فرمایا کرتے تھے کہ:

”اپنا حق نہ مانگیں اور دوسرے  
کا رکھیں نہ۔“

ہمیں فقط رمائے الہی کے  
حصول کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔  
کسی کو اپنے سے کمتر اور ذیل نہ سمجھیں۔  
ہندوؤں کے ہاں اعلیٰ اور ادنیٰ ذاتوں  
کا تصور ہے۔ وہاں ذات پات مذہب  
کا حصہ ہے۔ اعلیٰ درجے کے ہندو  
ادنیٰ ذات کے ہندوؤں سے چھوٹا  
بھی گناہ سمجھتے ہیں اور اپنے سے رزیل  
اور گھٹیا سمجھتے ہیں۔ خود تو ہر پتھر اور  
مورتی کے سامنے سر جھکانا فخر سمجھتے  
ہیں۔ لیکن انسانوں سے ملنا بھی  
گوارا نہیں۔ اسلام نے آکر پوری دنیا

کو صحیح انسانیت کا رات دکھایا۔ اور ہتوں  
اور ٹوڑیوں کے آگے ٹھکنے کی بجائے  
ایک خدا کے آگے ٹھکنے کا درس دیا۔  
وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے  
ہزار سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات  
عزیز طلباء! یاد رکھئے اسلام بزور  
شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اخلاق کے زور سے  
پھیلا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری  
رحمۃ اللہ علیہ پاس کون سی بندوبست تھیں  
لیکن نوے لاکھ انسانوں نے آپ کے  
ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ حضرت علی  
ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کون سی  
توپیں اور اسلحہ تھا۔ انہوں نے لوگوں  
سے اتنی محبت کی اور حقیقت خلق  
عظیم کی مجسم تصویر بن گئے۔ نتیجہ یہ ہوا  
کہ بقول جگر مراد آبادی:

”وہ ادلے دلبری ہو یا نواسے عاشقانہ  
جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ  
ہمارے اکابرین نے اپنے حسن  
سلوک اور اخلاقی عالیہ سے لوگوں کے  
دل موہ لئے۔ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ  
کے بارے میں کہنا کرتا ہوں۔“

اپنا معیار شرافت خاموشی ہے لیکن  
بات کرتے ہیں تو بات پر جلتے ہیں ہم  
کراچی کے خالق دینا ہال میں جب  
حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز ج  
کے جواب میں کہا کہ جب میں گھر سے  
چلا تھا تو کفن کی چادر ساتھ لے کر آیا  
تھا۔ تو مولانا محمد علی جوہر آپ کے  
پاؤں پر گر پڑے تھے اور فرمایا کہ یہ  
آپ ہی کا خاصا ہے۔ حضرت شیخ المند

مولانا محمود حسن نے انگریزی استعمار کے  
خلاف ریشی رومال کی تحریک چلائی  
بقول ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر کہ اگر ریشی رومال  
کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو سمندر کے  
پانیوں میں انگریز کو پناہ نہ ملتی۔ حضرت  
شیخ المند کا ارادہ یہ تھا کہ ہندوستان  
کے سارے طبقوں کو ساتھ ملا کر ترکی،  
ایران اور افغانستان کی حمایت حاصل  
کر کے انگریزوں کا تختہ ختم کر دیا جائے۔  
انگریزوں نے ترکی کے شریف حسین کو  
ساتھ ملایا اور حضرت شیخ المند کو گرفتار  
کر دیا۔ ان پر الزام یہ تھا کہ ان کے  
خلاف فتویٰ تیار کروایا گیا کہ جو شریف حسین  
کے خلاف ہے وہ کافر ہے۔ حضرت  
شیخ المند کو حجاز سے گرفتار کر دیا گیا  
مالٹا میں نظر بند کر دیا۔

حضرت مدنی کا حوصلہ اور ہمت  
دیکھئے خود کو بھی حضرت شیخ المند کے  
ساتھ گرفتار کروایا۔ حالانکہ حضرت مدنی  
پر کسی قسم کا کوئی الزام نہ تھا بہر حال  
حضرت مدنی کی وفا کی داد دینی پڑتی  
ہے۔ با وفا ہوتے ہی وہ ہیں جنہیں  
اللہ نے حوصلہ اور ہمت عطا کی ہوتی ہے۔  
حضور کے چچا حضرت عباسؓ جو ابھی  
مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن اندر سے  
حضور کے ساتھ تھے انہوں نے مدینہ  
کے لوگوں سے کہا کہ حضور کو سوچ سمجھ  
کر دعوت دینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ  
جب مکہ فتح ہو جائے تو حضور ہمیں  
چھوڑ کر چلے جائیں۔ حضور کو جب یہ  
پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چلا گیا

تو پھر مدینہ کے علاوہ کہیں اور نہیں جاؤں  
کا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اس قول کو نبھایا،  
یہ ہے:

”عہ قول مردان جان دارد  
حضرت مدنی نے زبردستی اپنے  
آپ کو قید کر دیا۔ حضرت مدنی نے اپنے  
مرشد کی وہ خدمت کی جس کی مثال نہیں  
ملتی۔ ماٹا میں سخت سردی ہوتی تھی۔ اور  
برف پڑتی تھی۔ رمضان المبارک کے دن  
تھے۔ حضرت مدنی ٹوٹے میں پانی ڈال کر  
ساری رات اپنے پیٹ کے ساتھ  
لگائے رکھتے تاکہ صبح اپنے مرشد کو  
وضو کے لئے کم از کم جتنا بھی ہو سکے  
گرم پانی مہیا ہو سکے۔ دنیا میں ایسی  
مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ حضرت  
شیخ المند کی عادت تھی کہ رمضان المبارک  
میں دوپارے روزانہ سنا کرتے تھے۔

ایک نماز تراویح میں ایک منہج کی نماز  
میں۔ لیکن اتفاق سے اس وقت کوئی  
حافظ قرآن نہ تھا۔ حضرت مدنی کو  
جب اپنے اسناد کی اس پریشانی کا  
پتہ چلا تو آپ روزانہ ایک بار یاد کرتے  
اور اُسے پہلے تراویح میں سناتے  
پھر مسجد میں۔ اور بعد میں حضرت مدنی  
فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی  
کا معمول بنا لیا ہے اور روزانہ دو پہلے  
ختم کر کے اپنے شیخ کی روح کو ایصال  
ثواب کرتا ہوں۔ میری ساری تعلیم دہلی  
میں ہوئی۔ میں تیرہ چودہ سال حضرت مدنی  
کے گھر میں رہا۔ حضرت مدنی کی زوجہ کو

میں مائیں کہتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میری  
دو مائیں ہیں۔ حضرت اسد مدنی دامت  
برکاتہم اور میں نے اکتھے ہی پرورش  
پائی ہے۔ میں نے حضرت مدنی سے  
زیادہ شفیق با وفا اور عاجز کسی کو نہیں  
دیکھا۔ سچ ہے:

”ہزاروں سال ترکس اپنی بے نوری یہ روتی ہے  
بڑی شکل سے ہوتا ہے حسین احمد اور ابو الکلام ہیدا  
یاد رکھو جس نے حضرت مدنی کو  
تنگ کیا اور ستایا انہوں نے کبھی چین نہ پایا۔  
ایک دفعہ مجھے کوٹھ جانا ہوا۔ وہاں  
مولانا عرض محمد صاحب کے مدرسہ  
مطلع العلوم میں جلسہ میں شرکت کی۔  
میں وہاں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان  
آیا اور اس نے اپنے آپ کو گالیاں  
دینا شروع کیں اور کہا کہ حضرت جی  
ہم وہ بدبخت اور لعین انسان ہیں جنہوں  
نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر مولانا مدنی  
کے سامنے ننگا ناچ کیا تھا۔ اُس  
نوجوان نے روتے ہوئے کہا کہ جب  
تقسیم کے وقت ہندوؤں نے ہمارے  
قافلے کو لوٹا۔ تو ہندوؤں نے ہمارے  
ساتھیوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ  
دیں۔ اور ہماری ماؤں اور بہنوں کو  
ہمارے سامنے ننگا کیا اور نچوایا۔ اُس  
وقت سے مجھے آج تک بیند نہیں آتی۔  
ہر روز خواب میں یہی منظر دیکھتا ہوں۔  
اور دن رات یہی منظر آنکھوں کے سامنے  
رہتا ہے اُس نوجوان نے رورو کر  
کہا کہ حضرت جی مجھے معاف کر دیں۔  
یہ واقعہ مجھے میرے بڑے بھائی حافظ

صبیب اللہ مہاجر مکی مدنی رحمۃ اللہ علیہ  
متر سے ایک خط میں لکھا تھا جس سفر  
میں حضرت مدنی کے ساتھ یہ واقعہ  
پیش آیا۔ اُس سفر میں حضرت مدنی کے  
ساتھ مولانا حفظ الرحمن سیموہاری اور  
ہمارے چھوٹے بھائی مولانا حافظ  
حمید اللہ مرحوم بھی تھے۔ مولانا حفظ الرحمن  
نے مولانا مدنی پر کپڑا دے دیا تاکہ سو  
رہیں اور آواز ان تک نہ پہنچے لیکن  
گالیوں کا شور حضرت مدنی نے امرتسر  
ریلوے اسٹیشن پر سنا تو حضرت مدنی  
خود ہی نیچے اتر گئے اور ساتھیوں  
کو پتہ ہی نہ چلا۔ حضرت مدنی نے  
لوگوں سے کہا کہ میں ہی مدنی ہوں۔  
آپ نے جو کچھ کرنا ہے میرے ساتھ کر  
لیں۔ لوگوں نے حضرت مدنی پر پہلے  
گندے اٹے پھینکے، گالیاں دیں اور  
پھر ننگے ہو کر تاج کونا شروع کر دیا۔  
مولانا صیب الرحمن لدھیانوی نے مجھے  
بنایا کہ حضرت لاہوری نے مکہ مکرمہ میں ترم  
ساتھ بیٹھ کر فرمایا کہ اور اولیاء اللہ کے  
بارے میں اللہ توفیق کر لیتے ہیں لیکن  
حضرت مدنی کی توہین کی سزا اللہ نے  
معاف نہیں کی اور نہ ہی اللہ معاف کیا  
کرتا ہے۔ آج دیکھئے جالندھر، لدھیانہ،  
اور امرتسر میں مسلمان نظر نہیں۔ اللہ تعالیٰ  
نے نقد سزا دے دی۔ اسی طرح بنگال  
میں ایک آدمی تھا۔ جس نے حضرت  
مدنی کی توہین کی تھی وہ بھی جہنم میں گر  
کر مرا۔ حالانکہ حضرت مدنی نے ان  
سب کو معاف کر دیا تھا۔ خود حضور



کو انہی تکلیفیں دی گئی ہیں کہ دنیا میں کسی اور آدمی کو نہیں دی گئیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب دشمنوں کو معاف کر دیا۔ ہمارے اکابر نے عزم اور حوصلہ حضور سے ہی لیا تھا۔ آپ لوگوں کو اکابر کی مستند کتابیں ضرور پڑھنی چاہئیں۔ اور اگر آپ نے ایسا کر لیا تو آپ کا تعلق سیدھا حضور سے مل جائے گا ہمارے بڑے عیسائی حافظ حبیب اللہ صاحب مرحوم مادر زاد ولی تھے۔ مکہ مکرمہ میں کسی آدمی نے ان سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں مختلف عقیدوں کے لوگ آتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ حق پر کون ہے۔ تو حافظ حبیب اللہ مہاجر مکی مدنی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا اور جب میں یہاں آیا تو مجھے بھی اسی کیفیت سے دوچار ہونا پڑا۔ میں نے اللہ سے بار بار کہا کہ اے اللہ مجھے صحیح گروہ دکھانا کہ میں اس میں شامل ہو جاؤں جہاں وہ درس دیا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں ایک دن آنکھ لگ گئی تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر تمام صحابہ کرام پھر تابعین پھر تبع تابعین پھر آئمہ اربعہ تمام اسلاف حتیٰ کہ حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ کی زیارت ہوئی۔ الحمد للہ اس دن سے میرا عقیدہ بالکل صحیح ہو گیا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے نزدیک تہتر فرقے ہوں گے

لیکن ان میں سے جنت میں ایک ہی جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر فرقہ اور ہر گروہ اور ہر طبقے میں جو نیک اور صحیح لوگ ہوں گے انہیں اکٹھا کر لیا جائے گا تو ان نیک لوگوں کے ملنے سے جو گروہ بنے گا وہ جنت میں جانے کا مستحق ہوگا۔ یاد رکھئے بدترین لوگوں میں بدترین بھی مل سکتے ہیں اور بہترین لوگوں میں بہتر بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کام لینے پر آئے تو یورپ میں لے لے۔ یوسف علیہ السلام جو حضرت کے خادموں میں سے تھے انہوں نے لندن میں اسلامی رابطہ قائم کیا۔ حضرت ان کے لئے خود لندن تشریف لے گئے۔ اللہ اپنے دین کی خدمت لینے آئے تو جس سے چاہے لے لے۔ جو فوجیں اللہ کی نافرمانی پر اتر آئی ہیں تباہ و برباد کر دی جاتی ہیں۔ ۱۳۵۷ھ میں جب کوئٹہ میں زلزلہ آیا اور پھر کوئٹہ تباہ ہو گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی دفعہ اللہ سے درخواست کی کہ مجھے غندہ کھول دے تو مجھے پتہ چلا کہ کوئٹہ میں ایک سٹاف اکیڈمی ہے وہاں افوار کی رات SATURDAY NIGHT جو منائی جاتی ہے تو ساری ساری رات شراب پی جاتی اور زنا کیا جاتا ہے۔ بڑوں کو دیکھ کر ان کے لوگ چاکر اور ہالی موالی سبھی ان میں شامل ہو گئے وہاں بڑی نیکی پر غالب آگئی اور معاملہ غیر متوازن یعنی UNBALANCE ہو گیا۔ اس لئے عذاب آیا۔ لاہور میں اگرچہ بڑی عیسائی

فحاشی اور بد معاشری ہے لیکن اللہ والے بھی بڑے بڑے موجود ہیں اور معاملہ BALANCE ہے۔ آپ لوگ ہمت کریں اور اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلئے ہوئے کام کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ تعداد کم ہے یا زیادہ ہمیشہ اکیلے آدمی نے ہی انقلاب برپا کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ انگریز مرہٹے اور سکھوں کے خلاف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بالکل اکیلے تھے حضرت شاہ ولی اللہ پہلے مدینہ گئے وہاں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی اور حضورؐ کے علم پر واپس آئے کام شروع کیا پھر انہی کے تربیت یافتہ لوگوں نے انگریزوں، مرہٹوں اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ ابر کے خلاف اکیلے حضرت مجدد الف ثانیؒ تھے۔ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا۔ آپ وہاں بھی غاموش نہ رہے اور دین کی تبلیغ شروع رکھی۔ بالآخر وہ قلعہ قلعہ رہا۔ اسلام کا قلعہ بن گیا۔ جہانگیر نے کہا کہ میں آپ کو غیر مشروط رہا کرتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ میں تب باہر آؤں گا جب سارے غیر اسلامی قوانین ختم کر دیے۔ چنانچہ جہانگیر کو یہ کہنا پڑا۔ پھر جہانگیر کا معاملہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے درست ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ اگر میں جنت میں گیا تو جہانگیر کے بغیر نہیں جاؤں گا۔ اللہ والے جس جگہ سے گذر جائیں وہاں رحمتوں کی

بارش ہوتی ہے۔ یہ دیوبند جہاں سے حضرت مجدد الف ثانیؒ گذرے ہیں۔ حضرت سید احمد شہیدؒ جب یہاں سے گذرے تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہاں سے انوار نبوت کی خوشبو آتی ہے۔ شیخ سعدیؒ بھی یہاں سے گذرے ہیں۔ یقین کیجئے کہ آج ہمارے جتنے بھی مدارس اور مساجد ہیں یہ سب دیوبند کا فیض ہے۔ مولانا قاری طیب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ الہامی درسگاہ ہے۔ بقول شورش دنیا میں جتنی مساجد اور مدارس ہیں بالواسطہ یا بلا واسطہ دیوبند سے وابستہ ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو دشمن ضرور ہیں۔ وہ دشمنی کی نظر سے دیکھتے دیکھتے تو میں میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں جب خدا دینے پر آئے تو پھر نہیں دیکھتا کہ کسے دے رہا ہے۔ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھے احوال آگ لینے جائیں اور پیغمبری مل جائے مخترم حضرات! میں عرض کر رہا تھا کہ دارالعلوم دیوبند کا فیض چہار دانگ عالم پھیلا ہے۔ آج بڑے بڑے فلمکار اور مضمون نویس لکھتے ہیں کہ فلاں آدمی انگریزوں کا دشمن تھا۔ فلاں آدمی ANTI IMPERIALIST ہے۔ میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ حضرت مدنیؒ سے بڑھ کر کوئی انگریز دشمن اور ANTI IMPERIALIST نہیں تھا۔ ہمارے اکابرین نے انگریزوں کے خلاف جو کام کیا ہے۔ دوسرے کے نصیب ہیں

نہیں۔ ہمارے اکابرین نے انتہائی مشکل کا سامنا کر کے قربانیوں کی تاریخ مرتب کی ہے۔ انہوں نے شاہینوں کی سی زندگیاں گذاری ہیں۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ بھی شاہین بنیں۔ نہ نوشاہیں ہے سیرا کر مہاروں کی چٹانوں پر گذر افنا کر لینا ہے وہ کوہ دیباہاں پر بہر حال میں کہہ رہا تھا کہ انسان کو باوفا رہنا چاہیے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے باوفا تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ جنگ تبوک کے فوراً بعد چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضورؐ سے کہا کہ آپ وعدہ کریں کہ شام جب فتح ہوگا تو آپ ہمیں دے دیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لاؤ لکھ کر دیں۔ اور فرمایا کہ مدینہ آنا مہر بھی لگا دیں گے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب شام فتح ہوا تو یہ علاقہ انہیں دے دیا گیا۔ جس زمانے میں شام کا محاذ کھلا ہوا تھا۔ اس وقت عیسائیوں کے سربراہ ہرقل کا بھائی عیسائی فوجوں کا کمانڈر تھا۔ اس نے جاسوس بھیجا تا کہ پتہ کیا جائے کہ مسلمانوں کو فتح کیوں ہوتی ہے۔ جاسوس نے کہا کہ مسلمان فوجی شہر کی بجائے جنگلوں میں اترتے ہیں کسی بڑے آدمی سے بھی جرم سرزد ہو جائے تو اسے بھی سزا دیتے ہیں۔ رات کو مصلے پر اپنے اللہ سے گڑ گڑا کر آرزوئیں کرتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔ اخلاق کریمہ کے

مالک ہیں۔ نیولین ہونا پارٹ کہا کرتا تھا کہ میدان جنگ میں ہتھیار صرف ایک حصہ کام کرتے ہیں باقی تین حصے اخلاق۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج وہ اصول ہم میں نہیں رہے ہمارے اخلاق بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ آج دولت ہی سب کچھ ہو کر رہ گئی ہے۔ یہاں قانون نیلام ہوتا ہے۔ پیسہ ہو تو جو مرضی کر لو۔ نیولین کہا کرتا تھا کہ مجھے اچھی مائیں دو میں نہیں اچھی قوم دوں گا۔ نیولین تو صرف خواہش کا اظہار ہی کرتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے یہ کام کر کے دکھا دیا۔ ایک دفعہ آپ رات کو گشت کر رہے تھے۔ ایک ماں اپنی بچی سے دودھ میں پانی ملانے کے لئے کہہ رہی تھی۔ لیکن لڑکی نے کہا کہ عمرؓ کو پتہ چل گیا تو ہوگا۔ ماں نے کہا کہ عمرؓ کو تسے دیکھ رہے ہیں۔ لڑکی نے جواب دیا کہ عمرؓ نہیں تو عمرؓ کا خدا نو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے شادی کا پیغام بھیجا۔ اسے اپنی بہو بنایا پھر دنیا نے دیکھا کہ اسی بچی کی نسل سے حضرت عمر بن عبد العزیز پیدا ہوئے۔ آج ہمیں اچھی قوم بننا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں معاملہ ہی اُلٹ ہو گیا ہے۔ آپ نے سنا اور اخباروں میں پڑھا کہ حکیم جنوری کو کراچی اور لاہور کے ہوٹلوں میں ساری رات شراب پی گئی اور زنا ہوا۔ ہم تباہی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ (باقی ملے پری)







سے اس تہذیب و ترقی سے دور ہیں۔ سخت حیرت عورتوں کی کچھ بھی پر ہے کہ وہ اپنی اس ذلت و رسوائی کو ترقی اور آزادی سمجھ رہی ہیں۔ اسلام نے بیوی کو شوہر کے دل کی مالک اور گھر کی ملکہ بنایا تھا۔ مگر اب اس کی حیثیت تفریحی کھلونے سے زائد نہیں جب دل بھر گیا بیکار سمجھ کر پھینک دیا۔ یا پھر ایک خواستہ تصور ہے جس سے شوہر کے احباب دل ہلایں۔ اگر یہی اس جنس کی ارزانی رہی تو پھر وہ وقت دور نہیں جب اس جنس کے خریدار بہت ہوں گے مگر قدر دان کوئی نہ ہوگا۔ یورپ کی سرزمین اس کی زندہ مثال ہے۔

یہ صرف پانچ امور کی طرف اجمالی اشارہ ہے اس قسم کی اور بھی وجوہ بیان ہو سکتی ہیں اور ان سے بڑھ کر خرابیاں ان سے پیدا ہو رہی ہیں لیکن ان کے علاج کا ارادہ کرنے والوں کے لئے انہی امور پر غور کر لینا بھی کافی ہے۔ اسلام نے ایک نرالا نظریہ زندگی، انوکھے جذبات اور رجحانات انسانوں کو عطا کئے تھے جو ملکوتی اور جبروتی تھے۔ اور سرسبز و سرسبز تھے۔ اور ساری مادیت اس روحانیت کی تابع اور مطیع و فرمانبردار تھی اور یہی معیار تھا شرافت انسانی کا اور امتیازی شان تھی ایک مسلمان کی۔ مگر زمانہ اپنی غفلت و مدہوشی سے یہ رنگ آلود

ہو گئے ایسی حالت میں سابقہ پڑا مادہ پرست قوم سے وہاں جو کچھ تھا سب مادی تھا روحانیت کا شاہد نہ تھا۔ نظریہ زندگی مادی جذبات مادی رجحانات مادی خیالات مادی غرض ہر شے اسلامی نظریات کے مخالف اور متضاد تھی۔ اسلامی نظریات پہلے ہی رنگ آلود اور نگاہوں سے اوجھل تھے ہم نے بجائے اس کے کہ ان کو معتقل کرنے اور جلا دیتے ان مادی نظریات کو اپنا لیا اور اتنا اپنا لیا کہ بالکل ان کے ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ روحانی نظریات اس قدر رنگ آلود ہو گئے کہ اب ان کا وجود عدم برابر ہے اور اس میں اور مادہ پرستوں پر کوئی امتیاز نہ رہا لامحالہ ہم بھی وہی کرنے لگے جو ان کو کرنا مناسب ہمارے دل و دماغ کے سانچے ہی بدل گئے تو اپنی ہر چیز بدنما معلوم ہونے لگی۔ اب جو کچھ دیکھتے ہیں غیروں کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں غیروں کو دیکھ کر کرتے ہیں اپنی سب ادائیں نسبتاً منسیا ہو گئیں اور اسلامی ساری کی ساری چھوڑ دی گئیں۔ اگر کچھ اسلامی باتیں باقی ہیں تو محض رسمی طور پر۔

ظاہر ہے کہ اس کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ زندگی کے رخ کو بدلا جائے اور ان رنگ آلود جواہرات کو معتقل کیا جائے اگر معیار

زندگی کو نہ بدلا گیا تو اپنے مٹے ہوئے نشانات کا پانا دشوار ہوگا۔ جب دیکھنے والی نگاہیں نہ ہوں گی تو دکھائی کیسے دیں گی؟ اگر کوئی بنانے والا بنائے گا بھی تو دل اس کو قبول نہ کرے گا۔ اگر دل پر بھی جبر کر لو گے۔ تب بھی سخت دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ دونوں نظریات بالکل متخالف اور متضاد ہیں۔ دو متضاد چیزوں کا جمع ہونا محال، اس لئے قدم قدم پر ٹکراؤ ہوگا اور سخت مشکل اور کشمکش پیش آئے گی۔ پس سہل ترین تدبیر یہی ہے کہ اس نظریہ زندگی کو چھوڑا جائے اور اسلامی نظریات کو اختیار کیا جائے پھر بھلائی اور برائی کی اصلی حقیقت واضح ہوگی۔ اور طبیعت خود بخود بھلائی کی خواہش اور برائی سے متنفر اور بیزار ہوگی۔ اس کے لئے بڑے ایثار اور قربانی کی ضرورت نہیں نہ جاگیروں اور زمینوں کو چھوڑنا ہوگا نہ ملازمتوں اور تجارتوں کو برباد کرنا ہوگا نہ مال و زر کا صرف ہوگا نہ کوئی محنت و مشقت کا کام صرف دل کی دنیا کو بدلنا ہے۔ اور نیت اور ارادہ کو ٹھیک کرنا ہے۔ جو کام طبیعتی خواہش کے تقاضے سے کیا جاتا ہے وہی کام خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کے حکم کے موافق کرنا ہوگا۔ کام ایک ہی کرنا ہے اگر نفس کے تقاضے سے کیا جائے اور خدا کے حکم کی پروا نہ کی جائے تو کسرتی اور

کفران ہے۔ اور خدا کے حکم سے خدا کی رضا کے لئے کیا جائے تو بندگی اور عین ایمان ہے۔ اب ہم عبادت بھی کرنے ہیں تو اس میں نفسانی اغراض شامل ہوتی ہیں۔ پھر عکرائی اور جہانبانی بھی کریں گے تو یہ بھی خدا کی رضا کے لئے ہوگی اور عین عبادت ہوگی۔ کام کچھ مشکل نہیں پس ذرا سا دل پر جبر کرنا ہے اور اس کے رخ کو سیدھا کرنا ہے بالفاظ دیگر خودی کو چھوڑنا اور خدا کا ہو جانا۔

### اصلاحی تدابیر

ہر کام خواہ کتنا ہی معمولی اور سہل ہو ابتدا میں کچھ دشواریاں کھتا ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی سمجھتیوں کا خوگر ہو چکا ہو پھر بھی اسے ہر نیاکام دشوار نظر آتا ہے اور یہ دشواریاں درحقیقت اس کے ارادہ اور ہمت کی کمزوری کا عکس ہوتی ہیں۔ اگر ارادہ میں کوئی پختگی ہو تو پھر کوئی دشواری، دشواری نہیں۔ اس لئے ابتدا کام میں دشوار گزار گھاسیاں نظر آئیں گی اور راستہ روکیں گی۔ مگر صبر اور استقلال اور ارادہ کی پختگی سب کو دھواں بنا دے گی اور راستہ سہل اور صاف ہو جائے گا۔ انسان کی اصل فطرت نیکی اور نیک روی ہے۔ مگر بدی کے پورے جذبات بھی اس میں پائے جاتے ہیں جن کو ابھارنے کے لئے دو تین نفس شیطان پیدا کئے

گئے پھر ان دونوں قوتوں کے مقابلہ اور اصل فطرت کے نشوونما کے لئے ایک زبردست قوت انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا حکم یقین و اذعان ہے۔ تو گویا یہ کلمہ اصل فطرت کے اُبھار اور نشوونما کے لئے متناسطی ہے آگے بھی ہے اور غیر فطری جذبات کے دفعیہ اور نفس و شیطان کے مقابلہ کے لئے فولادی ہتھیار بھی ہر وقت اس کے سامنے سزگوں، پس جو اس قوت کے ساتھ جس قدر وابستہ ہو گیا اسی قدر اُبھرا۔ بڑھا اور چمکا۔ اور دنیاوی قوتیں اس کے روبرو زیر ہوئیں اور جو اس قوت کے مد مقابل آیا یا پاش پاش ہوا۔

اس کلمہ کے یقین کو دل میں پیدا کرنا ہے اور اس حد تک پیوست کرنا ہے کہ رگ و ریشہ میں سما جائے پھر انسان کی زندگی کا نرالا دور شروع ہوتا ہے اور وہ پرواز نصیب ہوتی ہے کہ ہفت افلاک بھی زیر دکھائی دینے لگیں۔

یہ ہے دل کی دنیا کا انقلاب جس کے لئے پہلے خفتہ دل کو جگنا ہوگا۔ سنگدل کو نرمانا اور گرمانا ہوگا۔ کچھ بانوں کو کرنا اور کچھ کو چھوڑنا ہوگا اور یہی فرق ہے مومن اور کافر کے درمیان۔ کافر چونکہ اس حقیقت کا منکر ہوتا ہے اس لئے بظاہر آزاد ہونا ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

مومن چونکہ اس حقیقت پر یقین رکھتا ہے اس لئے اس کے حکم خداوندی کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور حکم خداوندی کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا اسی فرق کی جانب اس حدیث میں اشارہ ہے الدنیا سجن للمؤمن وجنۃ للكافر یعنی دنیا مومن کے لئے بمنزلہ قید خانہ کے ہے اس لئے کہ اس کو ہر کام میں حکم خداوندی کی پابندی لازمی ہے اور کافر کے لئے بمنزلہ باغ و بہار کے ہے اس لئے کہ اس نے اپنے کو احکام خداوندی سے آزاد بنا رکھا ہے اور مجرم خود مختار بنا ہوا ہے۔ اب جبکہ اسلام اور کفر کے مقتضیات زندگی، تصورات اور اعمال سب جدا جدا ہیں۔ تو لامحالہ ہمیں کفر کی باتوں کو چھوڑ کر اسلام کی باتوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہونا ہے ورنہ نام اسلام کا ہوگا اور کفر کی رو میں بہ جائیں گے۔ کوشش اسلام کے عروج کی ہوگی اور فروغ کفر و فسوق کو ہوگا۔

العیاذ باللہ مختصر یہ کہ:- ۱۔ ان تمام امور سے اجتناب کیا جائے جو فسوق و عصیان اور کفر و طغیان کی طرف کشش کرتے ہیں یعنی: الف۔ ادبی رسالوں اور اخباروں کا مطالعہ بند کیا جائے جو دین سے بے ذوقی اور اخلاقی کمزوریاں پیدا کر رہے ہیں اپنے بچوں اور بچیوں اور متعلقین کو مخرب عادات کتابیں اور



# علاماتِ قیامت

## مسجدوں میں بلند آوازیں نکالنے کے متعلق رسول خدا کا ارشاد

دے کہ خود لے میں گے اور ضعیف کہتی نقصان نہ پہنچا دے) اور اشخاص کو اس میں سے حصہ نہ دینگے) جب گانے والی عورتیں طنہ ہر اور جب امانت (کے مال) کو غنیمت ہوں گی اور جب باجے طنہ ہر شمار کر لیا جائے گا (یعنی جب ہوں گے اور جب شرابیں پی لیں گے اور امانت کے مال میں خیانت جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب کریں گے اور اس کو مال غنیمت اس امانت کے پچھلے لوگ اگلے سمجھ لیں گے) اور جب زکوٰۃ کو ٹافا سمجھ لیا جائے گا اور جب علم دیں لعنت کریں گے اس وقت تم کے لئے نہیں بلکہ دنیا وغیرہ حاصل ان چیزوں کے وقوع میں آنے کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کریگا کا انتظار کرو یعنی تیز و تند سرخ (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو دھنس جانے کا، صورتیں مسخ و بجالائے گا) اور جب (بیٹا) ماں تبدیل ہو جانے کا اور پتھروں کے کی نافرمانی کرے گا اور اس کو رنج برسنے کا اور ان پے در پے دے گا اور جب آدمی دوست کو نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے اپنا ہم نشین بنائے گا اور باپ ظہور میں آئیں گی) گویا وہ موتیوں کو دور کر دے گا۔ اور جب مسجدوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس میں آوازیں بلند کی جائیں گی (یعنی زور زور سے آوازیں نکالی جائیں گی) اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا، اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کبیہ اور اڑل شخص ہوگا۔ اور جب آدمی کی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کے لئے کی جائے گی تاکہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَّخَذَ الْفُلُ زَكَاةً وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَخْرَمًا وَتَعَلَّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ رَاطَا عَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَحَقَّ أُمُّهُ وَأَذَى صَدِيقَهُ وَأَقْصَى أَبَاؤُهُ وَظَهَرَتِ الْأَحْشَوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيلَةُ فَاسْتَقْهَمُوا وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ ارْذَلُهُمْ وَكَرِهَمُ الرَّجُلِ مَخَانَتُهُ شَرُّهُ وَظَهَرَتِ الْفَقِيَرَاتُ وَالْمَعَارِزُ وَشَرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ اخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلُهَا فَإِنْ تَقَبَّلُوا عِنْدَ ذَلِكَ رَيْحًا حَمْرَاءَ وَزُلْزَلَةً وَخُسْفًا وَمَسْحًا وَقَدْ فَاوَّ آيَاتٍ تَتَابَعُ كَنَظَائِرُ قَطْعِ سِلْكِهِ فَتَتَابَعُ (رواه الترمذی)

ترجمہ :- ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کہ مال غنیمت کو دولت قرار دیا جائے گا (یعنی جب مال غنیمت کو امراء اور صاحب منصب لوگ دولت قرار

ہوں اور رات کو سونے سے پہلے اپنے دن بھر کے کاموں کا محاسبہ بھی کر لیا کرے۔ اللہ اور رسول کی رضا ایک ہی چیز ہے جس بات سے رسول راضی اس سے خدا بھی راضی اور یہ رضا شریعت محمدی اور سنت نبوی کے اتباع کے بغیر حاصل ہونا محال ہے۔

ب۔ فرائض خداوندی کو اہتمام اور عظمت کے ساتھ ادا کرنا۔ بانسوی فرض نمازوں کو نہایت شغف و دوستی اور عظمت و وقوت کے ساتھ ادا کرنا۔ جس قدر نماز کی شیفتگی ہوگی اور وابستگی، اسی قدر بخش اور ربی باتوں سے نفرت اور بیزاری ہوگی۔ بشرطیکہ نماز کو نماز کی طرح ادا کرے، غفلت و مدہوشی سے اس کو ضائع نہ کرے۔ ج۔ کچھ وقت روزانہ ادب و احترام کے ساتھ کلام ربانی کی تلاوت کرے۔ اگر معنی سمجھ سکتا ہو تو معنی اور مفہوم پر غور کرے ورنہ مجبوراً بغیر سمجھے ہی وقت و عظمت ادب و احترام کے ساتھ تلاوت کرے۔

د۔ کچھ وقت روزانہ درود و استغفار اور ذکر الہی میں بھی گزارے تاکہ اس نورانیت سے دل کا زنگ دور ہو اور خفتہ دل غفلت و مدہوشی سے بیدار ہو۔

ر۔ مذہبی اور اخلاقی باتوں کو سیکھنا جس کی دو صورتیں ہیں :-

اولے : ایسے مفتی پرہیزگار لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا جو پابند شریعت اور (باقی ۲۲ پر)

اور آوارگی سے روکا جائے۔ ۲۔ انسان کا طبی تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے اگر طبیعت کو مجبور کر کے اس کو اچھے مشاغل کا عادی بنا لیا جائے تو پھر وہ مشاغل اس کی طبیعت بن جاتے ہیں ورنہ طبیعت بے ہودہ مشاغل میں پھنس کر ان کی عادی ہو جاتی ہے پھر بے کاری کا ملک مرض لاحق ہو جاتا ہے جس سے کم لوگ شفیاب ہوتے ہیں اس لئے بے ہودہ مشاغل کو چھوڑنے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ انسان اپنے کو زبردستی اچھے کاموں میں مشغول کر لے پھر رفتہ رفتہ طبیعت خود ان کی عادی ہو جائے گی اور ذوق صحیح پیدا ہو جائے گا مثلاً : الف۔ عبادت الہی میں مشغول رہنا ہر وہ کام جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے شریعت محمدیہ کے موافق انجام دیا جائے عبادت ہے چونکہ تمام دنیوی مزیوریات خدا ہی کی لگائی ہوئی ہیں اور ان کو پورا کرنے کا انسان مامور بھی ہے اس لئے اپنی تمام مزیوریات کو خدا کا حکم سمجھ کر شریعت محمدیہ کے موافق اور خدا اور رسول کی رضا کے لئے پورا کرے۔

اگر سارا وقت اس طرح نہ گزار سکے تو کوشش کرے کہ دن رات میں زیادہ سے زیادہ اللہ اور رسول کی رضا کے لئے شریعت کے موافق ادا

رسائل پڑھنے سے باز رکھیں۔ اور ایڈیٹر ان رسائل سے باادب گزارش کریں کہ وہ اس قسم کے مضامین اور تصاویر شائع نہ کریں جن سے بچوں کے اخلاق پر بُرا اثر پڑے بطور احتجاج ان رسالوں کی خریداری اور سرپرستی بند کر دیں۔

ب۔ آلات لہو و لعب گراموفون ریڈیو وغیرہ کو بالکل ترک کر دیا جائے ورنہ کم از کم اتنا ضرور کیا جائے کہ ان کے ذریعہ فحش باتیں فحش گانے کانوں میں نہ پڑیں اور اس کے سننے کے اوقات کو اس قدر محدود کر دیا جائے کہ اس کی وجہ سے اوقات ضائع اور پرانہ نہ ہوں۔

ج۔ مختصر سینما، بالکوپ وغیرہ نوعیت کو خود بھی چھوڑیں اور اپنے متعلقین اور احباب کو بھی ان کے دیکھنے سے منع کریں۔

د۔ فضول خرچی اور اسراف سے خود بھی بچیں اور اپنے گھر کے چھوٹوں اور بڑوں کو بھی بچائیں اور ایسی سادہ معاشرت اختیار کریں جس سے اسلامی شان اور اسلاف کا نمونہ نمایاں ہو۔

ر۔ عورتوں اور بچیوں سے تا سقہ غفلت برتنی کہ وہ بالکل بے شعور رہیں اور نہ ان کو اس قدر آزاد چھوڑیں کہ فتنہ بن جائیں بلکہ حدود شریعت اور حفاظت شرافت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو مذہبی، اخلاقی خانگی تعلیم و تربیت میں مشغول رکھا جائے بے جانی، بے حیائی

### بلند آواز کے متعلق

### صاحبِ ہدایہ کا فیصلہ

وفي النهاية شرح الهداية المستحب عندنا في الاذكار الحفوية الا في ما تعلق باعلانه



# غیرت مومن کا شعہ ہے

محمد شفیع عمر الدین (میرپور خاص سندھ)

سے اس کی مخالفت کرے اور مقابلہ کرے۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل میں اس کا عزم کرے کہ جب طاقت ہوگی تو مقابلہ کرونگا یا دل میں اس منکر کو برا سمجھے۔ (اور قلبی اذیت و تکلیف محسوس کرتا رہے جیسا کہ منکرات طبع پر انسان کو ناگواری ہوتا کرتی ہے) یہ ہے کمزور ایمان۔ (مسلم شریف) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

العیرۃ من الایمان والمہلک من النفاق۔

ترجمہ: غیرت ایمان کا جنوہ اور بے غیرتی نفاق کی علامت ہے۔ (۱۲)

اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ کسی غیر محرم مرد کو دیکھے اور اس برائی پر خاموش رہے اور خوش رہے تو یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہوگی۔

نیز اگر کسی تقریب اور کسی دوسری جگہ پر، غیر محرم مرد سے اس کی مخالفت کرے اور مقابلہ کرے، اور اگر اس کی ہمت نہ ہو تو پھر زبان

حضرت شیخ مولانا نصر بن محمد سمرقندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ”مومن کو چاہئے کہ وہ غیرت مند ہو۔ اور کسی فاحش اور بے حیائی کی بات پر کبھی بھی خوش نہ ہو۔“ اگر اسے کسی مرد یا عورت کے بارے میں کسی فاحش یا بی حیائی کی بات معلوم ہو اور اگر اسے طاقت ہو تو وہ اس برائی کو اپنی طاقت سے روکے۔ اگر اس میں (اپنے ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو) تو اپنی زبان سے منع کرے اگر اس میں (زبان سے منع کرنے کی طاقت نہ ہو) تو دل سے اس برائی کو برا جانے۔

(ف) منکرات و غیر شرعی باتوں کی تغیر و تبدیل کرنا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم سے کوئی چیز منکر (غلاف شرع) دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ (اپنے ہاتھ کی طاقت کے ذریعہ) اس کو بدلے (اور عملی طاقت سے مقابلہ کرے) اور اگر اس کی ہمت نہ ہو تو پھر زبان

کی نیند میں غلغلہ ڈالنا اور بعض غازیوں کے دلوں کو ادھر متغول کر لینا اور ایسی صورت میں ان کی نمازوں میں شہو کا پیدا ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی کرنے کے خیال میں غلغلہ پڑنا۔ ان کے سوا اور بہت سی خرابیاں ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

نوٹ: ہدایہ ہماری فقہ حنفی کی نصاب تعلیم میں سب سے آخری اور بڑی کتاب ہے اس کی شرح نہایت ہے جس کا یہ حوالہ ہے اور صاحب ہدایہ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

(مجموع فتاویٰ عبدالحی ۲/ ص ۲۶)

بقیہ: اصلاح معاشرت

منہج سنت ہوں جن کی مجالس جھوٹ، غیبت اور لوگوں کی برائیوں سے پاک ہوں اور دل اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہوں۔ ایسی صحبت کیمیا تاثیر ہوتی ہے۔ جو پتھر کو بھی سونا بنا دیتی ہے۔ ایسی اگر محبت نصیب نہ ہو تو بُری صحبت سے پرہیز ضروری ہے۔ بُرائی جلد اثر کرتی ہے اور دیر پا ہوتی ہے۔

دوسرے: مذہبی، علمی، اخلاقی، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت اخلاق و تصوف کی معتبر اور مستند کتابوں کا خود بھی مطالعہ کرے اور اپنے متعلقین اور گھر والوں کو اس کی ترغیب دے، جب تک کہ مصنف کی دیانت، امانت، تقویٰ پر اور صلاحیت پر پورا

مقصود کا لاذان والتلبیہ انتہی و صرح کثیر من الحنفیہ منہ صاحب الہدایۃ ان الجہر بالذکر بدعتہ والاصل فیہ الاخفاء والحاصل ان الجہر وان کان جائزاً لکن المفراط منہ منہ عنہ والسر افضل من الجہر الغیر المفراط ایضاً کیف والجہر المفراط یستلزم مفاسد منها ایقظ الانیام ومنها شغل قلوب المصلین وھو یقضی الی سہوھم ومنها ترک الخشوع عما ینبغی الی غیر ذلک من المفاسد التی لا تخصی

ترجمہ: اور نہایت شرح ہدایہ میں ہے ہمارے ہاں متحب ذکر کرنے میں یہ ہے کہ آہستہ کیا جاتے۔ ہاں جس جگہ خود اعلان مقصود ہو وہاں بلند آواز سے کیا جا سکتا ہے مثلاً اذان یا حج میں تبلیہ۔ اور بہت سارے حنفیوں نے تصریح کی ہے ان میں صاحب ہدایہ بھی ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے اور ذکر میں اصل اخفاء ہے اور حاصل یہ ہے کہ جہر ذکر کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنا ممنوع ہے اور آہستہ ذکر کرنا تھوڑی بلند آواز کے ذکر کرنے سے بھی بہتر ہے۔ کیونکہ بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ بعض ان میں سے سونے والوں



# تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے

مدیر

## الغار المحمدین فی ضروریات الدین

ازہ حضرت الشیخ العلام السید انور شاہ  
انگشیری قدس سرہ العزیز  
قیمت ۳۰/۰ روپے

ملنے کا پتہ: دارالکتب علمیہ اکوڑہ خٹک

ضروریات دین پر ایمان لازم

و ضروری ہے ان میں سے کسی ایک

چیز کا انکار بھی کفر ہے۔ علماء متقدمین

و متاخرین نے اپنے اپنے زمانہ میں

اس عنوان پر لکھا اور اس حوالہ سے

جو نیا شوشہ اٹھا اس پر امت کی

رہنمائی کو کے اہل زلیخ و منلال کی

دیسہ کاریوں سے امت کو بچایا۔

(شکرا اللہ تعالیٰ ماسعیم) بقول مولانا

بنوری قدس سرہ العزیز امام

غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب

”فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة“

اس ضمن میں انتہائی لطیف کتاب ہے

جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نہ

صرف ضروریات دین کا انکار کفر ہے

بلکہ ان میں تاویل بھی کفر ہے۔

لیکن ان کی حقیقت میں تاویل کا

ارتکاب کر کے امت سے الگ راہ

اختیار کرتے ہیں۔ اس دور

آخر کے ایک شدید فتنہ سے ہمارا

پالا پڑا۔ یہ فتنہ ہے مرزا غلام احمد

کادیانی کا۔ جسے انگریز سرکار

نے پالا پوسا اور بالآخر اس سے

دعوائے نبوت کرایا، مرزا صاحب

اور ان کے اندھے مقلدین و تبعیسی

دنیا کو یہ باور کرانے ہیں کہ ہمارا

توحید پر، رسالت پر، ختم نبوت پر،

قرآن پر، الغرض ہر بنیاد پر ایمان

ہے تو پھر ہم کافر کیوں ہیں؟ یہ

ہے وہ اصل دھوکہ اور فریب جو

قادیانی دیتے ہیں اور ان کے مفت

کے وکیل ایسے ہمارے دور کے م.ش

(۹) نام کے ایک نام نہاد صحافی ہیں)

بھی یہی بے سرے راگ گاتے ہیں۔

حضرت امام العصر محدث کشمیری قدس

سرہ اس اعتبار سے مجدد وقت تھے

کہ انہوں نے اس فتنہ کو بھانپا۔ اپنے

شاگردان عزیز کی ایک جماعت کو

اس کے استیصال پر لگایا۔ مجلس احرار

اسلام کی بھرپور سرپرستی کی۔ حضرت

امیر شریعت قدس سرہ کو امیر شریعت بنایا

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ

جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ

بھی چکا ہے۔ بار دیگر چھاپا جائے

تاکہ دور حاضر کے جدید تعلیم یافتہ

حضرات اس سے استفادہ کر سکیں

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ

جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ

بھی چکا ہے۔ بار دیگر چھاپا جائے

تاکہ دور حاضر کے جدید تعلیم یافتہ

حضرات اس سے استفادہ کر سکیں

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ

جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ

بھی چکا ہے۔ بار دیگر چھاپا جائے

تاکہ دور حاضر کے جدید تعلیم یافتہ

حضرات اس سے استفادہ کر سکیں

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ

جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ

بھی چکا ہے۔ بار دیگر چھاپا جائے

تاکہ دور حاضر کے جدید تعلیم یافتہ

حضرات اس سے استفادہ کر سکیں

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ

جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ

بھی چکا ہے۔ بار دیگر چھاپا جائے

تاکہ دور حاضر کے جدید تعلیم یافتہ

حضرات اس سے استفادہ کر سکیں

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ

جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ

بھی چکا ہے۔ بار دیگر چھاپا جائے

تاکہ دور حاضر کے جدید تعلیم یافتہ

حضرات اس سے استفادہ کر سکیں

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ

جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ

بھی چکا ہے۔ بار دیگر چھاپا جائے

تاکہ دور حاضر کے جدید تعلیم یافتہ

حضرات اس سے استفادہ کر سکیں

اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا موثر جواب

دے سکیں۔ ہمارے دعا ہے

اور آخر میں بہادری کے مقدمہ میں

شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر

مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ

گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے

مقابلوں کا جواب دینے کے لئے

یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔

جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس

مواد ہے اور جدید فلاسفہ و ملاحدہ

کے عقلی اشکالات کا جواب۔

وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عربی الرحمن

مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت شاہ

مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ

قدس سرہ اسراجم نے اس کتاب

کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر

یہ چھپی۔ اکوڑہ خٹک کے

نوفیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت

عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان

کیا ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ۔



رب العزت اس ادارہ کو ٹھوس علمی خدمت کی بیش از بیش توفیق و بہت دے۔

## سیرت النبیؐ — معلومات کے آئینے میں

از : زاہد حسین انجم  
قیمت : ۵۰/۴

ملنے کا پتہ : نذیر سنز ہم لے اردو بازار لاہور  
اردو بازار لاہور میں نذیر سنز کے نام سے واقع مکتبہ کے مالک محنتی اور انتھک آدمی ہیں۔ غوطے غوطے وقفہ کے بعد وہ کوئی نہ کوئی نئی کتاب ضرور چھاپتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں انہوں نے زاہد حسین صاحب انجم کی یہ کتاب چھاپی ہے جو ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے انداز کتابت و طباعت اچھا ہے قیمت مناسب ہے۔ رہ گیا مسئلہ نوع مضامین کا، تو نام سے ظاہر ہے کہ اس میں تذکرہ ہے اس بابریت انسان کا، جو وجہ تخلیق کائنات ہے جو نبی مرسل امام معلم قائد انسانیت اور خاتم النبیین ہونے کے شرف سے سرفراز ہے، جس نے انسانیت کا رُخ بدلا، اسے شرافت و نیکی کا راستہ دکھایا۔ لیکن زاہد صاحب نے کمال یہ کیا کہ سوال و جواب کا انداز اختیار کیا۔ ۸۰۰ سوالات ہیں اور جوابات، ۲۳ جلی عنوانات ہیں، ہر عنوان کے تحت

سیرت رسولؐ کے ضمن میں ضروری باتیں سوالاً جواباً درج ہیں۔ سینکڑوں سیرت کی کتابوں کا پچوڑ و خلاصہ اس کتاب میں ہے۔ کیا بچہ کیا بڑا، ہر کوئی اس سے بھرپور استفادہ کر سکتا ہے۔ اور پوری سیرت پاک کو آسان لفظوں میں ذہن میں جما سکتا ہے۔ یہ انتہائی لائق قدر تحفہ ہے۔ ناشر و مصنف دونوں لائق تہنیک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس محنت کا بے پایاں اجر دے۔

## پاکستان اسٹیٹ آئل ریویو خصوصی سیرت نمبر

سٹیٹ آئل کارپوریشن کا مجلہ پیش نظر ہے یعنی جلد ۶ شمارہ ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۹۸۳ء۔ خصوصی سیرت نمبر کے عنوان سے سالانہ گزشتہ کی طرح اس مرتبہ بھی منتظمین نے یہ اہتمام کیا ہے۔ کتابت و طباعت، کاغذ، گٹ اپ سب خوب سے خوب تر ہیں۔ معنویت کے لئے حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نام نامی سب سے بڑی سند ہے۔ مضامین نہایت قیمتی اور وسیع، معلومات افزا اور ذمہ دار اہل قلم کے، ایک مسلمان کے لئے سیرت رسولؐ عظیم سرمایہ ہے۔ اس

سے اپنے نبی محترم کی زندگی سامنے آتی ہے۔ عقائد کی اصلاح ہوتی ہے جذبہ عمل ابھرتا ہے۔ خوش قسمت و خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو ثنا خوان محمدؐ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ہم اس خصوصی نمبر پر منتظمین کو مبارک پیش کرتے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ارباب نظر اس کا بھرپور خیر مقدم کریں گے۔ ملنے کا پتہ : اشتیاق عسکر صاحب ایڈیٹر پاکستان اسٹیٹ آئل ریویو۔ ۵۵ حور مارکیٹ ناظم آباد ۲ کراچی ۷۔

## پروگرام

حضرت مولانا میاں محمد اجل قادری مدظلہ

۱۰ اپریل بروز منگل تحصیل شکر گڑھ کے تبلیغی دورے پر روانہ ہو رہے ہیں۔ رات بعد نماز عشاء مجلس ذکر اور خطاب قیام مقام بھٹیاں تحصیل شکر گڑھ ۱۱ اپریل بروز بدھ ۱۱ بجے صبح روانگی برائے شہر۔ نماز ظہر میرپور نزد نور کوٹ چھاؤنی ۳ بجے تحصیل شکر گڑھ کے علما و سے ملاقات۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد کی مجلس ذکر شہر شکر گڑھ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس خطاب